UG-Sem 5
CC-12

"علامہ جمیل مظہری کی شاعری" (نقشِ جمیل)

اردو نظم نگاری کی تاریخ میں علامہ اقبال کے بعد جو علیحدہ نام آتا ہے اس میں جوش ملیح، فراق اور دوسرے اہم تاریخ ساز شعراء کے ساتھ ساتھ ایک ممتاز اور کامیاب شاعر کی حیثیت سے علامہ جمیل مظہری کا نام اور ان کی خدمات بھی شامل ہے۔ علامہ جمیل مظہری کی شاعری میں فکر و فن دونوں ہی لحاظ سے ایک منفرد رنگ پایا جاتا ہے۔ وہ ایک بڑے اور اہم شاعر تھے۔ خلیل الرحمن اعظمی لکھتے ہیں:

"سیاسی و عمرانی مسائل، وطن کی محبت، آزادی کی
جدوجہد، سرمایہ دارانہ نظام اور دورِ حاضر
کی بے حمیتی کشمکش کو اپنے فن کا محور بنایا ہے۔"

مجموعی طور پر بات کریں تو علامہ جمیل مظہری کی نظموں پر مشتمل مجموعہ "نقشِ جمیل" اور مراثی، قصائد اور ملی نظموں کا مجموعہ "عرفانِ جمیل"، دیوانِ جمیل کے نام سے منظرِ عام پر آ چکا ہے۔ دراصل علامہ جمیل مظہری بنیادی طور پر نظم گو شاعر ہیں۔ ان کی نظموں کا مجموعہ "نقشِ جمیل" ۱۹۵۳ میں شائع ہو چکا ہے۔ اس کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ باعتبار موضوع علامہ جمیل مظہری کی نظمیں تین حصوں میں تقسیم کی جا سکتی ہیں "رومانی، سیاسی، اور فکری"۔ جہاں تک جمیل مظہری کی نظم نگاری کا تعلق ہے یہ بات بھی سچ ہے کہ اگرچہ ان کا مزاجِ شاعری بنیادی طور پر رومانی ہے۔ لیکن ان کا کمال یہ ہے کہ عریاں شاعری سے انہوں نے ہمیشہ اپنا دامن بچائے رکھا۔ یہ بات بھی اپنی جگہ مسلّم ہے کہ ان کے یہاں "عریانیت" کا پہلو، جیسی کہ دور نظم میں موجود ہے۔ لیکن بقول ملک رام:

"وہ ادب برائے ادب کے نظریہ فن کا شاہکار ان پر آگے
بڑھتے ہیں انہوں نے قابلِ توصیف خدمات انجام دی ہے۔"

جمیل مظہری کی رومانی نظموں میں جذبے کی شدت آنچ ملتی ہے۔ اور تبسم بھی کا رنگ نمایاں ہے۔ ان میں ایک طرف جوانی کا حسن اور اس کی جھلملاہٹ ہے، ایک زندگی کی الجھنوں سے جنون اور پریشانیوں کا بیان بھی ہے۔ سیاسیات سے متعلق "دوشیزہ بنگال" اور "محروم خدا سے گزرو" نظموں میں بھی ایک خاص لطافت اور ندرت اسلوب کا رنگ جھلکتا ہے۔ نظم "کیا ہوا تم کو؟" جیسی نظم میں ارتقائے خیال، وحدتِ تاثر، فکر و جذبہ کی ہم آہنگی، فنکارانہ ضبط اور شدتِ احساس وغیرہ سب کچھ موجود ہے۔ جمیل مظہری نے اپنی رومانی نظموں میں جو تجربہ کو پیش کیا ہے وہ دراصل اردو شاعری کا ناقابلِ فراموش انمول کردار ہے۔ ملاحظہ نظم "ارتقاء" کے یہ اشعار:

ہر حال میں مشیت جبر کو بنا رہی ہے
میں اس کی قدرتوں کا شہکار بن رہا ہوں
خود اپنی جنتوں کی تخلیق کر رہا ہوں
خود اپنی زندگی کا معمار بن رہا ہوں
یہ جبر و قدر کی اک منزل ہے درمیاں
مجبور ہوں لیکن مختار بن رہا ہوں

جمیل مظہری کی شاعری میں ان کی ناکامیاں بہت اہمیت رکھتی ہیں۔ غمِ محبت اور ناکامیِ حیات سے کلام میں پائیداری آتی ہے۔ جمیل مظہری اپنی ناکام محبت

Scanned with CamScanner

کما دونا نہیں روتے سکتا۔ ایسے دنیا کے نئے عمیرے قرار دیتے ہیں۔ انہوں نے رومانی نظمیں لکھیں جن میں تجرد کا انفرادی احساس جادو جگاتا معلوم ہوتا ہے۔ اس دور کی سب سے خوبصورت نغمہ اور اثر انگیز نظم "خدارا اے خدرو" جس میں تحریر یہ شاعر کو مخاطب کرتا ہے:

ادھر ادھر نظر اٹھے تو سامنے تم ہو
بسی ہوا ہے جو پردے تو خانہ تم ہو
کروں خدا کو جو سجدے تو سامنے تم ہو
نماز میں نہ ستاؤ خدارا اے خدرو مجھے نہ یاد کرو۔

جھنجھوڑ کر نہ جگاؤ کہ سو گیا ہے یہ دل
کئی برس سے ہمارا خانہ وفا ہے یہ دل
خدا گواہ کسی کا محل سرا ہے یہ دل
میرا اشکے گھر میں نہ آؤ خدارا اے خدرو مجھے نہ یاد کرو۔

جمیل مظہری ایک خوش شاعر ہیں ان کی زبان صاف، سیدھی اور عام فہم ہے۔ انداز بیان میں سلاست، روانی، شگفتگی اور دلکشی ہے۔ اشعار انداز حسن لکھا ہوا ہو معنی آفرینی اور واقعیت لگا رہی ہیں۔ اس کی مثال جمیل مظہری کی نظم "کچھ بھی نہیں" دے سکتے ہیں۔ اس نظم میں جمیل مظہری نے حسن سنبک کی جوت جگا کر نظم کا یہ بند دیکھئے:

ہستی ہے جدائی سے اس کی جب وصل ہوا تو کچھ بھی نہیں
دریا میں نہ تھا تو قطرہ تھا دریا میں ملا تو کچھ بھی نہیں
اک شمع جلی جو محفل میں ہر سمت اجالا پھیل گیا
شعاعوں میں سے خوش رنگ کا پروانہ جلا تو کچھ بھی نہیں
بھولوں سے چمن آباد بھی تھا دام اپنا بھی صیاد بھی تھا
سب کچھ تھا جمیل اس گلشن میں بدلی ہوا تو کچھ بھی نہیں۔

جمیل مظہری کی نظموں کی سب سے نمایاں خصوصیت ان کا فلسفیانہ انداز بیان ہے۔ انہوں نے اپنی نظموں میں فلسفہ جبر و قدر، تقدیر و تدبیر، جرم و سزا، شر و خیر، زندگی اور حیات سے متعلق نئے زاویے سے غور کیا اور اپنے مشاہدات کو نئے رنگ دکھا کر ایک شعوری جامہ پہنایا۔ جمیل مظہری نے یوں تو نظم، غزل، مثنوی، منقبت، قصیدہ اور رباعی غرض کہ مختلف اصناف سخن میں کامیاب طبع آزمائی کی ہے اور اہل نظر کو اپنا معترف بنا لیا ہے۔ لیکن یہ بات بھی اپنی جگہ صحیح ہے کہ وہ بنیادی طور پر نظم کے شاعر ہیں۔ ارتقائے خیال کے لحاظ سے ان کی نظموں میں ایک ترتیب ملتی ہے۔ نظم کے میدان میں ان کو چکبست اور اقبال کے بعد ایک بڑا شاعر تسلیم کیا گیا ہے۔ جمیل مظہری کی ایک مشہور نظم جو لکھی ہے "شاما" جس میں شاعر محبت کی سادگی، پاکیزگی اور سوز و گداز کا اظہار کرتا ہے:

میرے لبوں سے نکہت سا جھومتی ہے
مئے جھومتی ہیں، فضا جھومتی ہے
قدم سے لپٹ کر ہے طالب شاعر
لب آرزو پر دعا جھومتی ہے

خالقیت پسندی کے حوالے سے جمیل مظہری کی نظم "مزدور کی بانسری" بھی قابل ذکر ہے

Scanned with CamScanner

اس نظم میں جو زبان استعمال ہوئی ہے وہ روزمرہ بول چال کی زبان ہے۔ بلاشبہ ترقی پسند تحریک کے زیر اثر جمیل مظہری نے جو نظمیں لکھی ہیں ان میں ان کے بدلے ہوئے انداز اور رومانی رنگ و آہنگ کے پہلو سے ابھر کر سامنے آرہے ہیں۔ اس طرح کی نظموں میں وہ فن کا اظہار یوں کرتے ہیں کہ

محبت نے جو دی تھی آگ اس کا یوں ہوا مصرف
کہ گرمِ وصل سے تنورِ قلبِ دہقاں کر دیا میں نے

لیکن ترقی پسندی کا یہ انداز ان کی شاعرانہ فکر کا ایک بڑا وصف ہے۔ مظلوم طبقہ سے گہری وابستگی کے باوجود وہ فکری سطح پر آگے بڑھ جاتے ہیں اور یہی وہ فکری رنگ ہے جس کا ملکہ ان کی شاعری میں شدت کے ساتھ ابھر کر سامنے آتا ہے۔ بقول مفضل احمد:

"حقیقت حال یہ ہے کہ جمیل کی وہی نظمیں انتہائی کامیاب نظر آتی ہیں جن میں فلسفہ و فکر کی پیش کش ہوئی ہے۔ فکری موضوعات کے ساتھ جمیل کو فطری مناسبت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی فکری نظمیں فکر و فن کے لحاظ سے بہت بلند نظر آتی ہیں۔"

دوسرے لفظوں میں کہا جائے تو غلط نہیں ہوگا کہ فکری سطح پر اقبال کے بعد جمیل مظہری نظم نگاری میں مختلف پہلوؤں سے کامیاب نظر آتے ہیں۔ مختصر یہ کہ فکر و فلسفہ کے اعتبار سے جمیل مظہری کی شاعری کا دائرہ انتہائی وسیع ہے۔ ان کی شاعری میں فکر و فلسفہ اور حسن و جمال کے رنگارنگ جلوے نظر آتے ہیں۔ ترقی پسند رجحانات کے زیر اثر فکری اعتبار سے انہوں نے اگر ایک طرف اشتراکی رنگ قبول کیا تھا تو دوسری طرف ان کی شاعری میں رومانی رنگ و آہنگ کے جلوے بھی نظر آتے ہیں۔

—×—×—

Afsa Kazmi

Scanned with CamScanner